© rasailojaraid.com

قارئین کے سوالات

جوابات

مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم

سوال: ایک مسجد میں دوسری جماعت اور اس میں اقامت کا کیا حکم ہے؟ محمد طفیل سعودی عرب

جواب: ایک مسجد میں دو، تین یا اس سے زیادہ بار جماعت کرائی جاسکتی ہے، بشرطیکہ دوسری جماعت کرانے والوں اور اس مسجد کے امام راتب کے درمیان اختلاف نہ ہو، جیسا کہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اکیلے نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: "کیا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو اس کے ساتھ نماز پڑھ کر اس پر صدقہ کرے؟ (تاکہ اسے جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے)"۔ (ابو داؤد: ح ۵۷۴)

اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے (۲۲۰) "حسن" امام ابن خزیمہؒ (۱۶۳۲) امام ابن حبانؒ (۲۳۶۔۴۳۸) امام حاکمؒ (۱/ ۲۰۹) حافظ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے (فتح الباری: ۲/ ۱۴۲) میں "صحیح" کہا ہے۔

جامع ترمذی اور صحیح ابن خزیمہ وغیرھما میں ہے کہ ایک آدمی نے اس کے ساتھ نماز بھی پڑھی تھی، یہ حدیث جماعت ثانیہ کے جواز پر نص ہے۔

اس حدیث کا ایک شاہد حضرت انسؓ سے دارقطنیؒ: ۱/ ۲۷۶ میں آتا ہے، جس کی سند کو زیلعی حنفیؒ نے "نصب الرایہ" (۲/ ۵۸) حافظ ابن حجرؒ نے "الدرایہ" (۱/ ۱۷۳) میں "جید" اور نیموی حنفی نے "آثار السنن" (۱۷۰) پر سند کو "صحیح" قرار دیا ہے۔

شیخ الاسلام، الفقیہ، الامام شمس الحق عظیم آبادیؒ لکھتے ہیں:

"جان لو! جس مسجد میں ایک بار جماعت ہو چکی ہو، اس میں دو یا زیادہ بار تکرارِ جماعت بلا کراہت جائز ہے، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعینؒ اور ان کے بعد آنے والوں کا اس پر عمل رہا ہے، دوسری جماعت کی کراہت کے بارے میں قول بلا دلیل اور ضعیف ہے"۔ (التعلیق المغنی: ۱/ ۲۷۶)

ابو عثمان الیشکریؒ کہتے ہیں: (مربنا أنس بن مالك وقد صلينا صلوة الغداة ومعه رهط فأمر رجلاً منهم فأذن ثم صلوا ركعتين قبل الفجر قال ثم أمروه فأقام ثم تقدم فصلى بهم)
یعنی: "حضرت انس بن مالکؓ کا ہم پر گزر ہوا، ہم صبح کی نماز پڑھ چکے تھے، آپؓ کے ساتھ لوگوں کی ایک جماعت بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھی، آپؓ نے ان میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اذان کہے، اس نے اذان کہی، پھر انہوں نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں، اس کے بعد لوگوں نے اس کو اقامت کہنے کا حکم کیا، اس نے اقامت کہی، پھر حضرت انسؓ نے آگے ہو کر ان کو جماعت کرائی"۔ (ابن ابی شیبہ: ۲/۳۲۱) (صحیح البخاری مع الفتح: ۲/۱۳۱ معلقاً)

حافظ ابن حجرؒ نے اس کو ابو یعلی کے طریق سے مختصر روایت کیا ہے اور کہا ہے:

"هذا اسناد صحيح موقوف" (تغليق التعليق: ۲/۲۷۶، ۲۷۷)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت ثانیہ کے لئے بھی اقامت کہنی چاہیے، عبدالحی لکھنوی حنفی لکھتے ہیں: "جماعت ثانیہ میں دوبارہ اقامت کہنی چاہیے"۔ (مجموع الفتاویٰ: ۱/۳۰۲)

محدث العصر، الفقیہ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ تعالیٰ اس کی سند کو "صحیح کالشمس" قرار دے کر لکھتے ہیں:

"حضرت انسؓ کی دوسری جماعت پر اہلِ مسجد یا صحابہؓ وغیرھم کا انکار ثابت نہیں ہے، گویا دوسری جماعت کے جواز پر اجماع سکوتی ہو گیا ہے، اسی طرح صحابہؓ سے اعادۂ جماعت پر انکار ثابت نہیں ہے، اسی طرح (بعض اوقات) بعض صحابہؓ کا پہلی جماعت کے بعد مسجد میں دوسری جماعت قائم نہ کرنا، گھر لوٹ جانا تو یہ دوسری جماعت کے مکروہ ہونے پر دلیل نہیں ہے، آدمی کے لئے دوسری جماعت بھی جائز ہے، دوسری جماعت نہ کرانا، گھر لوٹ کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے، اس لئے تو ہم دوسری جماعت کو واجب نہیں سمجھتے، بلکہ جواز کے قائل ہیں"۔

(نیل المقصود فی التعلیق علی سنن ابی داؤد: ۱/۲۰۵)

امام ابن حزمؒ لکھتے ہیں: "هذا مما لا يعرف فيه لأنس مخالف من الصحابة"۔ (المحلی: ۳/۱۵۶)

تنبیہ: بلاوجہ پہلی جماعت کو ترک کر کے دوسری جماعت کرانے والا باغی ہے۔

الحاصل: امام راتب کی رضامندی پر جماعت ثانیہ جائز ہے اور اس میں اقامت بھی کہنی چاہیے۔

سوال: کیا آدمی بوقتِ ضرورت نماز میں قرآن مجید پکڑ کر قرأت کر سکتا ہے؟ خادم حسین

جواب: جب آدمی قرآن کا حافظ نہ ہو، تو بوقتِ ضرورت قرآن مجید ہاتھ میں پکڑ کر نماز میں قرأت کر سکتا ہے، جمہور علماء اس کو جائز سمجھتے ہیں، اسی طرح اگر سامع حافظ نہیں ہے، تو وہ بھی ایسا کر سکتا ہے، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے: (كانت عائشة يؤمها عبدها ذكوان من المصحف) یعنی: "حضرت عائشہؓ کا غلام ذکوان ان کو امامت کرواتا تھا، قرآن مجید سے قرأت کرتا تھا"۔ (صحیح البخاری مع الفتح: ۱/۱۸۴ معلقاً) (کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ۲۲۰) (مصنف عبدالرزاق: ۲/۳۹۴) (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۳۳۸)

اس روایت کے بہت سارے طرق ہیں، حافظ ابن حجرؒ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔ (تغلیق التعلیق: ۲/۲۹۱)

© rasailojaraid.com